یو گوسلاویہ کی مسلم اقلیتیں

رحمت اللہ عنایت اللہ ترکستانی☆

یو گوسلاویہ کی ریاست پہلی جنگ عظیم میں آسٹرو ہنگرین سلطنت کی شکست سے وجود میں آئی اور طویل عرصے تک عدم استحکام کا شکار رہی، جس سے یہاں کے مسلمان بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ اس زمانے میں یہاں کے مسلمانوں کی حالت ایسی تباہ ہوئی کہ ان کی بڑی تعداد تنگ آکر پڑوسی ملک ترکی ہجرت کر گئی۔ عین اسی وقت اسلامی جماعت اور اس کے بانی محمد سپاہو نے صورت حال کو سنبھالا اور مسلم مہاجرین کی ہجرت میں تخفیف ہوئی، خصوصاً جب محمد سپاہو کی سربراہی میں ۱۹۲۹ء کے بعد یو گوسلاویہ میں متعدد حکومتیں قائم ہوئیں۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران یو گوسلاویہ جرمنی اور اٹلی کے حملوں کا نشانہ بنا۔ بعد ازاں جوزف بروز ٹیٹو کمیونسٹ پارٹی کے تعاون سے برسر اقتدار آگئے۔ انہیں روس اور برطانیہ کی حمایت حاصل تھی۔ ابتدا میں اشتراکیت کے حامی مارشل ٹیٹو کی پالیسی مسلم دشمنی پر مبنی تھی۔ انہوں نے مسجدوں اور مدرسوں پر تالے ڈلوا دیے۔ مذہبی رہنما اور ہزاروں کی تعداد میں امام حضرات ملک بدر کر دیے گئے۔ مسلمانوں کو ایک بار پھر ہجرت کا سامنا کرنا پڑا۔ اور وہ ترکی اور یورپی ملکوں کی طرف ہجرت کر گئے یا پھر انہوں نے اپنی بقا اور اپنے مقامات مقدسہ کے تحفظ کے لیے مزاحمتی تحریکوں کو منظم کرنا شروع کر دیا۔

۱۹۴۸ء میں ٹیٹو حکومت کے مراسم کا سوویت یونین سے خاتمہ بالخیر ہو گیا۔ ۱۹۶۱ء میں مارشل ٹیٹو نے بھارت کے جواہر لعل نہرو اور مصر کے جمال عبد الناصر کے اتحاد سے غیر وابستہ تحریک کی داغ بیل ڈالنے میں حصہ لیا۔ اندرونی محاذ پر مذہبی جبر کی پالیسی ختم کر دی گئی، مسجدیں کھول دی گئیں، عبادت کی آزادی دی گئی اور چند اسلامی اداروں نے بھی کام کرنا شروع کر دیا۔ ریاست کی جانب سے اسلامی سرگرمیوں نیز اسلامی امور و معاملات کے بارے میں سرکاری پالیسی کے نفاذ کے لیے نگرانی کا ایک ادارہ اسلامک سپریم کونسل وجود میں لایا گیا۔ یہ اعلیٰ اختیاراتی ادارہ تھا۔ علاوہ ازیں ہر جمہوریہ میں ایک اسلامی کونسل بھی قائم کی گئی

☆Rahmatullah Enayatullah Turkestani, "The Muslim Predicament in the Balkans: Tito's Legacy," *Journal of Muslim Minority Affairs*, 17:2 (1997) PP. 325-335
(تلخیص: ڈاکٹر طاہر مسعود)

اور پھر ان کے تحت اسلامی رسائل کی اشاعت اور مقامی زبانوں میں اسلامی لٹریچر کی تیاری کا کام شروع ہوا۔ اسی طرح مسلمان طلبا وطالبات کے لیے تعلیمی ادارے قائم کیے گئے۔ ظاہر ہے کہ ان سرگرمیوں کے لیے برسر اقتدار کمیونسٹ پارٹی کی جانب سے سرکاری طور پر اجازت دی گئی اور یوگوسلاویہ کے مسلمانوں نے اس اجازت سے خوب فائدہ اٹھایا۔ انہوں نے اپنے بچوں کو اسلامی تعلیم دی، انہیں قرآن پڑھنا سکھایا اور انہیں اسلام اور اسلامی ثقافت کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرنے کے لیے اسلامی ملکوں میں بھیجا۔ ہر چند کہ مذہب کے بارے میں مارشل ٹیٹو کے نظریات بدل گئے تھے لیکن اس کے باوجود ریاست کے تمام تعلیمی اداروں میں کمیونسٹ تعلیم رائج تھی۔ ان اسکولوں میں مسلم طلبہ سور کا گوشت کھانے پر مجبور کیے جاتے تھے۔ حکام مسلمانوں اور عیسائیوں کے مابین شادی بیاہ کی حوصلہ افزائی کرتے تھے۔ نوجوان مسلمان لڑکیوں کو فوج میں خدمت انجام دینے پر مجبور کیا جاتا تھا جہاں انہیں مردوں کے ساتھ فوجی ورزشوں کے لیے فوجی کیمپ لے جایا جاتا تھا۔ ایسے مسلمان افسران جو اسلامی شعائر پر عمل پیرا ہوتے تھے، انہیں اہم عہدوں پر ترقی نہیں دی جاتی تھی۔ دیگر مسلمانوں کو ترکی، یورپ اور امریکہ ہجرت کرنے کی حوصلہ افزائی کی جاتی تھی۔

۱۹۷۴ء میں مارشل ٹیٹو نے دستور میں بنیادی ترامیم کیں۔ یوگوسلاویہ آٹھ یونٹوں پر مشتمل فیڈریشن بن گیا اس میں چھ جمہوریائیں سلووینیا، کروشیا، سربیا، ہرزیگووینا، مونٹی نیگرو اور مقدونیہ اور سربیا کے دو خود مختار علاقے کوسوو اور وودینا (Vojvodina) شامل تھے۔ مارشل ٹیٹو نے اپنی شخصیت کے سحر سے قومیتوں کے اختلافات کو دبا دیا تھا لیکن اسے مکمل طور پر ختم کرنے میں کامیابی نہ ہو سکی۔ چنانچہ ۱۴ مئی ۱۹۸۰ کو ان کے انتقال کے بعد قومیتوں کا مرض دوبارہ عود کر آیا۔ اصل بات یہ ہے کہ یوگوسلاویہ کبھی بھی ایک متحد ملک نہیں رہا۔ سربوں کی ہمیشہ سے یہ خواہش رہی ہے کہ وہ یوگوسلاویہ کو ایک عظیم سرب مملکت میں تبدیل کر دیں۔ ظاہر ہے ان کی یہ خواہش دوسری قومیتوں کے لیے ایک خطرے کی گھنٹی کی حیثیت رکھتی ہے۔ مارشل ٹیٹو کے انتقال کے بعد پہلی تبدیلی یہ آئی کہ کمیونسٹ پارٹی کے لیڈروں نے مذہب اور مذہبی عناصر کی کھلم کھلا مخالفت شروع کر دی۔ انہوں نے مذہبی طبقے پر وطن دشمنی اور قوم فروشی کے الزامات بھی لگائے اور ان کی آڑ میں ٹیٹو کی دی ہوئی محدود مذہبی آزادی پر بھی پابندی لگا دی۔ مختلف رسائل و اخبارات (مثلاً ناسا اسکولا اور پولیٹکا جیسے رسائل) بھی مسلمانوں کی مذہبی آزادی کے خلاف زبردست پروپیگنڈہ مہم پر مامور ہو گئے۔ ان رسائل نے مسلمانوں کی دینی سرگرمیوں کو خطرناک قرار دیتے ہوئے سربوں کو اکسایا کہ "ہمیں ان لوگوں

کے خلاف لڑنا چاہیے جو اپنے نوجوانوں پر اثرات ڈال کر مذہبی سرگرمیوں کے ذریعے مذہب کا استحصال کر رہے ہیں۔' یوگوسلاویہ کے پریس کی اس مخالفت کا نتیجہ یہ نکلا کہ کمیونسٹ حکومت نے چار ہزار مسلم خاندانوں پر اس جرم میں بھاری جرمانے عائد کیے کہ وہ اپنے بچوں کو اسلامی مدرسوں میں تعلیم کے لیے بھیجتے ہیں۔ کمیونسٹ حکومت نے مقدونیہ کے گاؤں ارناکا میں مسلمانوں کی تعمیر کردہ مسجد بھی ڈھادی۔

۱۹۲۸ء کی مردم شماری کے مطابق یوگوسلاویہ کی آبادی ۲ کروڑ ۲۳ لاکھ ۸۴ ہزار تھی جس میں ۴۶ لاکھ ۵۶ ہزار آٹھ سو (کل آبادی کا ۲۰ فیصد) مسلمان تھے۔ مسلمان ساری جمہوریہ میں پھیلے ہوئے تھے۔ ۱۹۷۴ء میں حکومت نے ۱۹۶۸ء کے دستور کے مطابق بوسنیا ہرزیگووینا کے مسلمانوں کی شہریت اسی طرح تسلیم کر لی تھی جس طرح سربوں، کروشیوں اور مقدونیوں اور سلوانیوں کی تسلیم کی گئی تھی۔ بوسنیا کے مسلمانوں کو کئی طرح کے دباؤ کا سامنا رہا۔۔ مثلاً نومبر ۱۹۸۵ء میں بلغراد سے نکلنے والے رسالے میں طلبا مظاہرے کی ایک رپورٹ شائع ہوئی جس میں بتایا گیا تھا کہ طلبہ نے ایسے پلے کارڈ اٹھا رکھے تھے جن پر درج تھا: 'آیئے ہم سلوانیا کو بوسنیائیوں سے پاک کر دیں۔'

سرب بغیر کسی رورعایت کے یوگوسلاویہ کے تمام مسلمانوں کو ترک قرار دیتے ہیں اور ان کی ترکی منتقلی کا مطالبہ کرتے ہیں۔ مقامی مسلمانوں اور قدامت پسند سربوں میں تنازع کی تاریخ چودھویں صدی عیسوی سے جا کر ملتی ہے، لیکن یہ تنازع اس وقت از سر نو ابھر کر سامنے آیا جب انیسویں صدی میں ترک عثمانیوں نے آسٹریلیا کے آگے ہتھیار ڈالے تھے۔ اس تنازع نے اس وقت زیادہ شدید رخ اختیار کیا جب سربوں کی زبردست حمایت سے کمیونسٹ برسراقتدار آئے۔ مسلمانوں کے حقوق کے لیے ایک مسلمان رہنما حسن کرگٹ کی قیادت میں اپریل ۱۹۸۳ میں ایک احتجاج منظم ہوا۔ نتیجے میں حسن دیگر ۱۱۳ افراد کے ساتھ گرفتار کیے گئے۔ ان سب پر ریاست کے خلاف سازش کا مقدمہ چلایا گیا اس الزام سے ان لوگوں نے انکار کیا تاہم عدالت نے تمام ملزمان کو چھ مہینے سے پندرہ سال تک قید کی سزا سنادی۔

یورپی کمیشن نے جنگ بلقان کے خاتمے پر ۱۹۱۳ء کے صلح نامہ لندن میں فیصلہ کیا تھا کہ مشرقی البانیہ کا سربیا، کروشیا اور سلاونیہ کے ساتھ الحاق کر دیا جائے۔ صلح نامہ کے تحت یہ سلطنت تین حصوں میں تقسیم کر دی گئی ان میں دو کا جمہوریہ مقدونیہ اور مونٹینگرو سے الحاق کیا گیا اور تیسرے حصے کو جمہوریہ سربیا کے تحت محدود فرماں روائی کا حق دیا گیا۔ یہ خطہ کوسووو خود مختار خطے (Kosova Autonomous Region) کے نام سے پہچانا جاتا ہے، دس ہزار

سات سو ستاسی کلو میٹر پر مشتمل اور قدرتی معدنی ذخائر سے مالامال ہے۔ ۱۹۸۸ کے سرکاری اعداد و شمار کے مطابق یوگوسلاویہ میں البانیوں کی آبادی ۱۰۸ ملین ہے جو کل آبادی کا آٹھ فی صد ہے۔ کوسووو میں البانوی مسلمانوں کی اسی طرح اکثریت ہے جیسے بوسنیا میں ہے اور یہ بھی سربوں کے کنٹرول میں ہے۔ اس کے ڈسٹرکٹ میں بے روزگاری کی شرح چالیس فیصد تک پہنچ گئی ہے جبکہ سابقہ یوگوسلاویہ میں یہ شرح چودہ فیصد سے زیادہ نہیں بڑھی تھی۔ ڈسٹرکٹ کا معاشی منصوبہ جو چند سال قبل بنایا گیا تھا، اس پر عمل درآمد نہیں ہوا ہے۔ کوسووو میں معدودے چند صنعتی ادارے اور صرف دو سرمایہ کار کمپنیاں ہیں (جبکہ پورے یوگوسلاویہ میں ۶۰ اسرمایہ کار کمپنیاں ہیں) وفاقی حکومت اس خطے کو نظر انداز کرنے کی پالیسی پر گامزن ہے۔ اس خطے کے مسلمانوں کو شکایت ہے کہ ''کوسوو کی پیداوار سے تمام تر فائدہ بلغراد اٹھاتا ہے''۔ البانوی مسلمان ذلیل اور ادنیٰ درجہ کے کام پر مجبور کر دیے گئے ہیں۔ انہیں جدید طرز رہائش والے علاقوں میں سکونت اختیار کرنے تک کی اجازت نہیں ہے۔ انہیں تعلیم، روزگار اور دیگر سہولتوں اور مراعات کے معاملے میں سرب فرقے کے ہاتھوں شدید استحصال کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اس امتیازی سلوک کے خلاف مارچ ۱۹۸۱ء میں ایک احتجاج منظم کیا گیا جس میں جمہوریہ یوگوسلاویہ کی یونین میں کوسووو کی خود مختار حیثیت کا مطالبہ کیا گیا۔ سرب فوج نے اس احتجاج کو سختی سے کچل دیا۔ تقریباً دو ہزار البانیوں کو قتل کر دیا گیا اور تقریباً اتنی ہی تعداد کو سزائیں سنائی گئیں۔ بعد ازاں پچاس ہزار سرب سپاہی مسلمانوں کو ہراساں کرنے کے لیے کوسوو میں تعینات کیے گئے۔ ان فوجیوں کے ہاتھوں عورتیں اور بچے بھی محفوظ نہیں رہے۔ ۱۴ جون ۱۹۹۴ء کو گیارہ بچوں (آٹھ سے دس سال کی عمر تک) کو قید کی سزائیں سنائی گئیں۔ ۱۹۸۸ء میں کمیونسٹ پارٹی کے لیڈر رحمان مورنیا نے کوسوو کے وزیر داخلہ کی حیثیت سے انکشاف کیا کہ گذشتہ برسوں میں ڈیڑھ لاکھ البانوی باشندے مختلف سزاؤں کے تحت جیل میں ٹھونسے جا چکے ہیں اور انہیں ایک ہفتے سے ۱۵ سال تک قید کی سزائیں بھی سنائی جا چکی ہیں۔ دیگر ۳ لاکھ ۱۵ ہزار افراد کے خلاف بھی تعزیری اقدامات کیے گئے ہیں۔ اس اشتعال انگیز فضا میں کمیونسٹ رہنما سلوبادان مائیکو سووچ کے اس اعلان نے جلتی پر تیل کا کام کیا کہ 'ہم مسلمانوں کو اپنی سرزمین سے نکال باہر کریں گے اور ہم انہیں اسی طرح ذلیل و رسوا کریں گے جس طرح انہوں نے ہمارے آباو اجداد کو کیا تھا''۔

خبث باطن کا ایسا ہی مظاہر بلغراد کے اخباروں اور رسالوں نے بھی کیا۔ انہوں نے اس

تاثر کو عام کیا کہ صدر ٹیٹو نے البانیوں کو ان کے استحقاق سے زیادہ مراعات دے دی تھیں اور اب اس کا حل یہی ہے کہ کوسووا کو سربوں کے کنٹرول میں واپس دے دیا جائے۔ سربین اکیڈمی آف سائنس اینڈ آرٹس اور سربین رائٹرز لیگ وغیرہ نے بھی اسی موقف کا اعادہ کیا۔ متعدد کتابیں سربوں میں مذہبی اور نسلی جذبات کو بھڑکانے کے لیے شائع کر کے پھیلائی گئیں۔ چنانچہ ان کوششوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ ۱۹ نومبر ۱۹۸۸ء کو سرب رہنماؤں نے جب کوسوو اور وودینا کے خود مختار خطوں کو سربوں کے کنٹرول میں دینے کے مطالبے کے لیے مظاہرے کا اہتمام کیا تو اس میں دس لاکھ سربوں نے حصہ لیا اور بلغراد کی سڑکوں پر مارچ کر کے اپنی قوت کا مظاہرہ کیا۔ آخر کار مارشل لاء لگادیا گیا اور اس کے تحت کوسوو کی علاقائی قومی اسمبلی کا اجلاس طلب کیا گیا۔ ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کو اسمبلی کے تمام ممبران زبردستی پکڑ کر لائے گئے اور انہیں دستوری ترمیم پر مجبور کیا گیا تاکہ جمہوریہ سربیا کو پولیس، عدالتوں، اسکول اور شہری دفاع وغیرہ پر موثر کنٹرول حاصل ہو جائے۔ اس آمرانہ طرز عمل کے خلاف عوامی ہنگامہ آرائی شروع ہوئی تو ہزاروں افراد قتل کر دیے گئے، گرفتار کر لیے گئے اور پھر ہنگامی حالت کا اعلان کر دیا گیا۔ یورپی پارلیمنٹ نے مئی ۱۹۸۹ء میں حقائق معلوم کرنے کے لیے ایک پانچ رکنی ٹیم بھیجی تو البانوی مظاہرین اور دانشوروں کو اس ٹیم سے ملنے نہیں دیا گیا۔ ساتھ ہی ساتھ البانوی مسلمانوں کے کردار اور جذبہ حب الوطنی کے خلاف ایک گھٹیا مہم شروع کی گئی۔ سلوبادان مائلوسووچ نے اپنی شرمناک تقریر میں کہا:

> "کوسوو میں مجھے ہر البانوی عورت حاملہ نظر آتی ہے۔ حتیٰ کہ ایک ستر سال کی عورت کے پیٹ میں بھی بچہ تھا۔ البانوی باقاعدگی کے ساتھ اپنی آبادی بڑھانے میں لگے ہوئے ہیں اور اصل میں یہ ہمارے خلاف جدوجہد کی ایک شکل ہے تاکہ کوسوو کو سو فیصد مسلمانوں کی آبادی کا خطہ بنادیا جائے"۔

سربوں کا الزام ہے کہ خود مختار کوسوو کو ایک جمہوریہ میں تبدیل کرنے کی کوششیں ہو رہی ہیں جس کے بعد اس کا البانیہ سے الحاق کر دیا جائے گا۔ البانیہ کے باشندے اس کی تردید میں کہتے ہیں کہ اگر یہ خطہ واقعتاً خود مختار ہوتا تو مارچ ۱۹۸۹ء میں جس جبری انداز میں یہاں کی قیادت تبدیل کی گئی ہے، وہ ممکن نہ تھی۔ ان کے مطابق البانیہ کے مسلمان کوسوو کا البانیہ سے ہرگز الحاق نہیں چاہتے کیونکہ جس آزادی کی لڑائی وہ کوسوو میں لڑ رہے ہیں وہ آزادی خود البانیہ میں کب موجود ہے؟